

# اَجْمَلُ الرُّشَادِ اَصْلُ حَرْفِ الصَّادِ

مصنف

اجمل العلماء فضل الفضل سلطان المناظرين  
حضرت لانا الحان محمد جمال شاه ضاروة مله مفتي

تأليف

(مفتي) محمد احمد اختمه من الدين ا. ح. س. ب.  
منه كاپر. اجمل كرتيبه مدر اجمل العلوم سبجل

(جملہ حقوق بحق ابن مصنف محفوظ)

وَقَالَ الْقُرْآنَ تَرْقِيًا ۝

الحمد لله حرفہ خدا کی تحقیق میں یہ بے نظیر جواب رسالہ میں حضرت  
اجل العالی علیہ الرحمۃ والرضوان نے علامہ توحید کی معبر کتابوں سے دلائل وبراہین کی  
روشنی میں واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ خدا اپنے مخرج وصفات اور نطق کے لحاظ  
سے ظار و آں دونوں سے ممتاز و جہا اور ان دونوں سے علیحدہ حرف ہے

مستفی بنام قادیخی

اجمل الارشاد فی اصل حروف الصاد

۱۹

۶

۲۶

تصنیف لطیف :-

مرجع المحققین و مآثر المصنفین اجل العالی مفتی بہ حضرت مولانا الشاہ  
محمد اجمل قادری نقوی اشرفی سید علی الرحمۃ بانی مرکزی مدرسہ اہل سنت اہل العلوم  
حسب فرمائش :-

الحاج صوفی محمد خالد رضوی بہجوری شیفون پبلش لاہور  
طابع و ناشر :- (مولانا) محمد احتصاص الدین آجملی خانہ مطبعہ علیہ الرحمۃ  
(مفتی اعظم سنبھل)

صلیہ کاپتہ :- اجملی کتب خانہ مرکزی مدرسہ اہل سنت اہل العلوم

سنبھل ضلع مراد آباد یو پی (انڈیا) پتہ ۲۲۴۳۲۰۲، فون ۷۳۷۷۷۷

(لا شد کتابت سینٹر اصالتی پور چورہ آباد)



## تقریظ جلیل

بقیہ الشاف جرحہ الخلف عمدة المحققین حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ  
محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ الاقبل النعمی وامت برکاتہم العالیہ  
شیخ الحدیث وصدیق المؤمنین دارالعلوم اسماعیلیہ جوڈھپور مفتی اعظم راجستھان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّیْ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ : حضرت سیدی مرشدی مولانا سید الفتین سرچشمہ  
رشد و ہدایت علامہ مولانا مولوی الحاج القاری مفتی الشاہ محمد اسحاق  
مفتی ہند قدس سرہ العزیز نے "حرفِ ضاد" کے مخرج اور اس کی ادائیگی سے  
متعلق رسالہ مبارکہ "اجمل الارشاد فی اصل حرفِ الضاد" تحریر فرما کر  
قوم مسلم پر احسان عظیم فرمایا عصر حاضر میں یہ رسالہ اپنی مثال آپ ہے مولانا تعالیٰ اس کو  
مقبول عام بنائے اور سب مسلمانوں کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت مہر ورج کی شخصیت و علم و فضل و کمال انھیں من الشمس وایمن من الاس ہے  
جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تحقیق کے دریا بہا دے۔ اہل علم و فضل مشکل مسئلے آپ کے  
پاس بھیجتے۔ جواب شافی پاتے "فتاویٰ اجملیہ" اس پر شاہد ہے  
انشاء اللہ العزیز فتاویٰ اجملیہ بہت جلد طبع ہو کر منظر عام پر آئے گا۔

محمد اشفاق حسین اجلی معینی

صدر مدرس دارالعلوم اسماعیلیہ جوڈھپور راجستھان

مہر ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۸ھ ۷ دسمبر ۱۹۹۷ء

## رسالہ

## اجمل الارشاد فی اصل حرفِ الضاد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ  
(۱) لفظ "ضاد" مثل "ظاہر" کے پڑھا جائے گا یا دال منغم۔

(۲) سورۃ فاتحہ میں مغضوب کی ضاد کی جگہ ظاہر یا دال منغم پڑھے یا  
ضالین کی "ضاد" کی جگہ ظاہر یا دال منغم پڑھے تو ایسے شخص  
کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ان سوالات کے جوابات کتب  
تجوید و کتب فقہ سے مع حوالے کتاب مطلوب ہیں؟  
عبدالحق

الجواب

الحمد لله الذی نزل علینا القرآن فہو یہدی الی سبیل  
الرشاد، و میز الحروف بمخارجھا و صفاتھا و اصواتھا مع  
السداد فادعاء وحدۃ الصوت باطل فی الظاہ و الباطن  
تعمد بالتبذیل حروف من حروفہ فلہ بغس المہاد، و  
الصلوۃ والسلام علی فرد الافراد، دافع الفساد، و اہب البواد  
سیدنا و مولانا محمد افضل العباد و علی آلہ اصحابہ الامجاد،  
امابعد! اس زمانے میں ایک شرف و تملیلہ اور فرقہ متفرقہ ہے کہ فساد



کی راہیں چلتا اور مسلمانوں میں فرقہ اندازی کی بنیادیں ڈالتا رہتا ہے۔ دن رات ایسے ہی تراش و خراش اس کا پیشہ و شیوہ ہے اس کو نئی بات نکالنے میں مزہ آتا ہے یہ فرقہ "ض" کو "ظ" پڑھتا ہے اور اسی پر اصرار کرتا ہے اور چند قواعد تجوید دیکھ کر قاری بتاتا ہے اور ویدہ و دالستہ "ض" کو "ظ" پڑھتا ہے اور مشتبہ الصوت کی اڑ لیکر قرآن عظیم میں تحریف کرتا ہے لہذا اس کو تجوید اور فقہ دونوں اعتبار سے قدرے تفصیل سے عرض کیا جاتا ہے۔

دال کا مخرج زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کی جڑ کا مین اوپر کے تالو کی جانب صعود کرتے ہوئے علامہ علی قاری منہ فکر یہ شرح جزیرہ مصری میں فرماتے ہیں :

مخرج الطاء والدال والتاء من طرف اللسان ومن الثنایا العلیا یعنی مسابینہ و بین اصول الثنایا العلیا مصعدا الی الحنک الاعلیٰ (منہ فکر یہ مصری مسئلہ) طاء کا مخرج زبان کا کنارہ اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے اسی منہ فکر یہ مصری میں ہے (الطاء والدال و ثا للعلیا) ای مخرج هذه الثلاثة خاص للثنایا العلیا (من طرفہ) ای من طرف اللسان و اطراف الثنایا العلیا (منہ فکر یہ مصری مسئلہ) "ضاد" کا مخرج زبان کی بائیں جانب جب بالائی دائروں سے متصل ہو کر دراز ہو کر یہ آسان ہے۔ یاد اپنی جانب سے اسی طرح کہ کچھ دشوار ہے۔ یا اسی طور سے داہنی اور بائیں دونوں جانبوں

سے ایک ساتھ نکالنا کہ یہ بہت زیادہ دشوار ہے۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محققات سے ہے۔ اسی شرح جزری مصری میں ہے : تخرج الضاد من طرف اللسان مستطیلہ الی مایلی الاضراس من الجانب الایسر و هو الایسر والاكثر ومن الایمن و هو الیسیر العسیر والمعتبر او من الجانبین معا و هو من مختصات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (منہ فکر یہ مصری مسئلہ) یہ ہر ایک کا مخرج ہے۔ خاص کر ضاد میں صرف زبان کا اگلے دانتوں سے لگنا یا فقط زبانی نوک سے کام لینا یا زبان کا تالو کی جانب نہ اٹھنا یا اعتماد ضعیف ہو جانا یا مخرج لام کے قریب تک استطالات کا نہ ہونا انہیں کا ہر ایک ضاد کو مخرج سے ادا ہونے کے لئے مانع ہے۔

لہذا "د، ظ، ض" ان میں ہر ایک کا مخرج جدا گانہ ہے تو ان میں پہلا فرق من حیث المخارج ہوا۔ دوسرا فرق ان میں صفات کا ہے کہ "ض" مجمعہ مجہورہ، رخوہ، مستعلیہ، مطبقة، مصمتہ، مستطیلہ ہے اور "ظ" مجمعہ مجہورہ، رخوہ، مستعلیہ، مطبقة، مصمتہ ہے۔ اور "د" مہملہ مجہورہ، شدیدہ، مستقلہ، منفتحہ، مصمتہ، قفلہ ہے۔ لہذا "ض" مجمعہ کو "ظ" مجمعہ سے صرف ایک صفت استطالات کا فرق ہے کہ "ض" مجمعہ مستطیلہ ہے اور "ظ" مجمعہ مستطیلہ نہیں۔ اور "ض" مجمعہ کو "د" مہملہ سے چند صفات کا فرق ہے کہ "ض" مجمعہ رخوہ ہے اور "د" مہملہ اس کی



شدیدہ ہے اور من مجہ مستطیع ہے اور د مہملہ اس کی ضد قصیر ہے اور من مجہ مستعلیہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد مستقلہ ہے اور من مجہ مطبقہ ہے اور د مہملہ اس کی ضد منفرد ہے اور د مہملہ قلقلہ ہے اور من مجہ غیر قلقلہ ہے بالجملہ یہ تینوں حروف متبائنہ متغائرہ من حیث الخارج والصفات ہوتے تو تلاوت قرآن مجید میں ایک کو دوسرے سے قصداً بدلنا حرام و گناہ عظیم و تحریف قرآن کریم ہے خود من اور ظ میں ایک کا دوسرے سے بدلنا فقہائے کرام نے کفر لکھا ہے محیط میں ہوتا

سئل الامام الفضلی امام فضلی سے اس شخص کا حکم درپا  
عن یقراء الظاء المعجمة کیا گیا جو من کی غلط یا من کی جگہ من  
مکان الصاد المعجمة پڑھتا ہے فرمایا اس کی امامت  
العکس فقال لا تجوز امامت جائز نہیں اور اگر قصداً کیا کافر  
ولو تعمداً یکفر (الشرح فقہ المبرر) ہو جائے گا۔

اسی طرح عالمگیری میں ہے اب جو لوگ من کو قصداً ظ پڑھتے ہیں وہ اپنا حکم اس عبارت میں تلاش کر لیں اور خود دولت ایمان ضائع نہ کریں۔

**اشتباہ صوت** بعض تجویدین ہمارے ناواقفوں سے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ من اور ظ میں اشتباہ بالصوت ہے اس لئے من بوقت ادانہ کا ہم آواز معلوم ہوتا ہے لہذا ہم اس فریب کا اظہار کرنا بھی ضروری جانتے ہیں۔ اشتباہ صوت کے اسباب چند ہو سکتے ہیں ایک حرف کا دوسرے

حرف سے متحد فی الخرج ہونا یا متقارب فی الخرج ہونا یا مشارک فی الصفات ہونا یا قصور زبان کی وجہ سے حروف کا مشتبہ ہو جانا۔

**قسم اول** یعنی خرج میں اتحاد یا قرب کی وجہ سے حروف کا مشتبہ بالصوت ہونا اس اشتباہ کو نازل کرنے کے لئے چند امور کا لحاظ

بہت کافی ہے حروف کا تباین و تغایر وضعی ہر حرف کی صوت طبعی، صفات عامہ و صفات خاصہ کا فرق بلکہ ہر ایک حرف کی ادائیگی کی مخصوص کیفیات مشتبہ الاصول و حروف میں ایسا بین طور پر امتیاز پیدا کر دیتی ہیں جس سے ہر سامع عام ان میں کہ وہ فن تجوید سے منسلک رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ تغایر مشتبہات کو بآسانی معلوم کر لیتا اور مشتبہ الاصوات حروف میں عوام کا سامع بین فرق کرے گا۔

مقارب الخارج حروف میں ان تمام امور کے باوجود خود تغایر بین الخارج ایک سب سے بڑی امتیاز پیدا کرنے والی چیز ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی حرف کو دوسرے حرف کا عین بنادینا سخت غلطی ہے اس حاصل قسم اول کے مشتبہ الصوت حروف کا فرق سیکھنا نہایت ضروری ہے کہ اس سے کلمہ بدل کر کبھی معنی متغیر ہو جاتے ہیں۔ کبھی کلمہ مہمل اور بے معنی ہو جاتا ہے۔

**قسم دوم** یعنی حروف کا مشارکت فی الصفات کی وجہ سے مشتبہ الصوت ہونا تو اس اشتباہ کو نازل کرنے والی بھی چند چیزیں ہیں (۱) ہر حرف کا تغایر و تباین وضعی (۲) ہر ایک کی صوت طبعی



(۳) ہر حرف کے ادا کرنے کی مخصوص رعایات (۴) بعض میں صفات خاصہ کہ ان میں سے ہر ایک ایسے مشتبہ الاصوات حروف میں ہیں فرق پیدا کرنے کے لئے کافی ہے پھر سب کا اجتماع تو کمال درجے کا امتیاز پیدا کر دے گا۔ اور اگر ان مشارک فی الصفات حروف میں تغایر بین المخارج بھی ہے تو یہ ایک خود زبردست فارق موجود ہے۔

لہذا اس قسم دوم کے مشتبہ الاصوات حروف کا فرق سیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس فرق کے نہ ہونے سے بھی کلمہ بدل کر معنی بعید یا لفظ مہمل ہو جاتا ہے اور یہ بات مسائل زلۃ القاری کے احکام کا دار و مدار ہے مگر اس زمانے کے چند متجدد نے مشارکت فی بعض الصفات کا نام اتحاد ذات سمجھ رکھا ہے اسی بنا پر انہوں نے حق مجھے کو بالقصد ظ مجھے پڑھنا شروع کر دیا ہے اور جب کوئی شخص ان پر اعتراض کرتا ہے تو نہایت جرات اور دلیری سے کہہ دیتے ہیں کہ حق مجھے کو چونکہ ظ مجھے سے اکثر صفات میں مشارکت ہے اس لئے حق کو ظ کی آواز ہی میں ادا کیا جائے گا۔ اور یہ دونوں مشتبہ الصوت حروف ہیں۔

لہذا میں زیادہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ان جیسے مدعیان علم تجوید کے مغالطوں کی حقیقت سے آگاہ کر دوں۔ اگر بقول ان کے صرف مشارکت فی بعض الصفات ایک حرف کی آواز دوسرے حرف میں فنا کر دیتی ہے اور ان کے امتیاز وضعی کو میٹا کر دونوں کو بالکل متحد بالصوت بنا دیتی ہے تو میں ان مدعیان علم تجوید سے دریافت کرتا ہوں

کہ "ح مہملہ" اور "ش مجھے" پانچ صفات مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفقہ، مصعۃ ہونے میں مشارک ہیں "ش مجھے" میں صرف ایک صفت تفسی زلۃ ہے اسی طرح "مہملہ اور تب موحده" پانچ صفات مجہورہ، شدیدہ، مستقلہ، منفقہ، تعلقہ ہونے میں مشارک ہیں۔ ان میں صرف ایک صفت کافرق ہے کہ تب موحده "مذلقہ ہے اور مہملہ اس کی ضد مصعۃ ہے۔ یہ دو مثالیں وہ تھیں کہ جن میں ایک ایک صفت کافرق ہے اب دو مثالیں وہ لیجئے کہ جن میں ایک صفت کافرق نہیں پہنچنا چاہیے "ق" اور "ث" مثلاً "کہ ان دونوں میں ایک صفت کافرق نہیں پہنچنا چاہیے" اور "مہوسہ، رخوہ، مستقلہ، منفقہ، مصعۃ ہونے میں برابر ہیں اسی طرح "ک" اور "ت" فوقانیہ کہ یہ دونوں بھی مہوسہ، شدیدہ، مستقلہ، منفقہ، مصعۃ ہونے میں برابر ہیں۔ لہذا اب ان قاریوں کو چاہیے کہ جس طرح حق مجھے اور ظ مجھے میں اکثر صفات کی مشارکت اور ایک صفت کافرق ہوتے ہوئے "قر" کو ہم آواز ظ کا پڑھتے ہیں تو اسی طرح "ش" کو "ح" کا ہم آواز اور "ذ" کو "ب" کا ہم آواز پڑھیں کہ ان میں بھی اکثر صفات میں مشارکت ہے صرف ایک صفت کافرق ہے اور آخر کی دونوں مثالوں میں مشارکت کل صفات میں ہے "حق" و "ظ" میں ایک صفت کافرق بھی تھا یہاں تو کسی صفت کافرق ہی نہیں تو ان قاریوں کو نہ فقط "ق" کو "ث" کا ہم آواز اور "ک" کو "ت" کا ہم آواز بلکہ "ق" کو "عین" "ث" اور "ک" کو "میم" "ت" اپنے ہی قاعدہ کے بموجب پڑھنا ضروری ہے باوجودیکہ عوام کا







”وہ دونوں سے ایک مستقل حرف ہے ان سے بالکل ممتاز اور علیحدہ ہے نہ من کو ظ مجھ پڑھ سکتے ہیں نہ آل مہلہ جو عمراض مجھ کی جگہ ظ مجھ یا آل مہلہ پڑھے تو اس کی نماز یقیناً فاسد اور امامت نادرست جس کی ایک عبارت تو شرح فقہ اکبر سے محیط کی منقول ہوئی۔ نیز علامہ علی قاری بھر سے ناقل ہیں :

لو ابدل ضادا بظاء  
عامدا بطلت صلاته  
عملى الاصح لفساد المعنى  
منع فكرية بصرى ص ۳۲

اگر عمراض کو ظ سے بدلا تو صحیح  
مذہب کی بنا پر اس کی نماز  
باطل ہوگئی معنی فاسد ہونے  
کی وجہ سے۔

اور اسی طرح عالمگیری، لطاوی، شامی، شرح فقہ اکبر، منہج الروض، خزانة الاكمل وغیرہ کتب میں مصرح ہے اس وقت کے دعوے داران علم تجوید کا یہی حکم ہے کہ یہ بالقصد من کو ظ پڑھتے ہیں اور اگر خطا یا وصف قدرت براہ لغزش غلطی سے من کی جگہ ظ یا ”وہ“ پڑھی تو اس کا حکم ہر جگہ ایک نہیں جہاں جہاں معنی متغیر ہو جائیں نماز فاسد ہو جائیگی اور جہاں متغیر نہ ہوں فاسد نہ ہوگی غیروالغصوبہ میں من کو ظ یا ”وہ“ پڑھنے میں معنی فاسد ہوتے ہیں لہذا نماز فاسد ہو جائے گی اور ولا الضالین میں من کو ظ یا ”وہ“ پڑھنے میں معنی فاسد نہیں ہوتے تو نماز بھی فاسد نہ ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری فتاویٰ قاضی خاں سے ناقل ہیں :

ان قرأ غیر المفضوب  
بالظاء او بالذال تفسد  
صلاته ولا الضالین  
بالظاء المعجمة والذال  
السهملة لا تفسد ولو  
بالذال المعجمة تفسد  
(از منہج فکریہ شرح جزیرہ بصری ص ۳۲)

اگر غیر المفضوب کو ظ یا ذال  
سے پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی  
اور ولا الضالین کو ظ مجھ یا  
ذال مہلہ سے پڑھا تو نماز فاسد  
نہ ہوئی اور اگر ذال مجھ  
سے پڑھا تو نماز فاسد  
ہوگئی۔

لہذا نماز تو غیر المفضوب ہی پر اگر اس کو ظ یا ذال سے پڑھا  
فاسد ہو جائے گی ولا الضالین تو نماز کے باہر پڑھے گا اب چاہے  
اس کو ظ سے پڑھے یا ذال سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب :-  
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین  
کتبت المتوسل بن عبد اللہ النبی الافضل

المدعو بجداجل بن الشاہ محمد اکمل  
الحقہا اللہ عز وجل بحزبہ الاول  
مفتی مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم  
فی بلدہ سنبھل



## تصدیق مفتی دیوبند

حامداً ومصلياً امان بعد ! احقر نے رسالہ ہذا علاوہ مقدمات کے تمام مطالعہ کیا اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اپنے موضوع میں بی نظیر رسالہ ہے خصوصاً حرف ضناد کی تحقیق بالکل افراط و تفریط سے پاک ہے اور نہایت بہتر تحقیق ہے مؤلف علامہ نے متقدمین کی رائے کو اختیار فرما کر ان تمام صورتوں میں فساد و صلوة کا حکم دیا ہے جن میں تغیر فاحش معنی میں ہو جاتا ہے اس بارہ میں احقر کا خیال تبعاً لاکابر یہ ہے کہ اپنے عمل میں تو متقدمین ہی کے قول کو اختیار کرنا چاہیے۔

کتبہ: احقر محمد شفیع غفرلہ

خادم دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

یوپی۔ (ہند)

نوٹ :- حضرت اجل العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ مبارک رسالہ مع تصدیق مفتی دیوبند مطبوعہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند امداد الشیخ حصہ ہشتم میں طبع شدہ موجود ہے۔

مسئلہ : از موضع مرزا پور چوہاری ضلع پرتاب گڑھ (اودھ) یوپی  
مرسلہ: سید اطہر حسین :-

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام و قرار عظام اس سوال کے جواب میں کہ **وَلَا الضَّالِّينَ**، کو مخرج بالذال سے **ذَالِینَ** یا **ذَوَالِینَ** پُر کے ساتھ یا **ظَالِینَ** یا **زَالِینَ** یا **ذَالِینَ** پڑھنا چاہیے۔ اس کا صحیح مخرج کیا ہے ضاد کس سے مشابہ ہے کیا اختلاف ہے ترجیح کس کو ہے کن صورتوں میں نماز قاسد ہوتی ہے کن صورتوں میں نہیں مفصل تحریر فرمائیے۔

### الجواب

ضناد کا مخرج زبان کی بائیں جانب جب بالائی دائروں سے متصل ہو کر دراز ہو یہ آسان ہے اور دہائی جانب سے اسی طرح کچھ دشوار ہے مخرج فکر یہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر سلا میں ہے تخصیص الضناد من طرف اللسان مستطيلة الى عاقل الاضراس من الجانب الایسر وهو الایسر والا کثرت من الایمن وهو الیسر العسیر۔ اور

ذال، ذال، ظار، زار کے مخارج جدا جدا ہیں تو ضناد کو ان میں سے کسی مخرج سے نکالنا سخت غلطی اور تحریف فی القرآن ہے۔ ضناد بقول بعض مشابہ بہ ظار ہے۔ لیکن مشابہت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضناد کو عین ظار پڑھا جائے اور لکے تنائیر وضعی، تباہ، صوت طبعی۔ اور امتیاز صفت خاص اور مخصوص کیفیات ادا سب کو میٹ دیا جائے اور ضناد کو بالکل ہم آواز ظار پڑھا جائے جیسا کہ اب چند متجددین زمانہ کی عادت ہے بلکہ جب ضناد کو



اس کے مخرج اور تمام صفات کی رعایت کے ساتھ ادا کیا جائے گا تو اس کی دال - ذال کی آوازوں سے ممتاز آواز ہے۔ کماحقہ فی فتاویٰ الاجلیۃ اب باقی رہا اس کا حکم تو اگر یہ بدلنا جان بوجھ کر بالقصد والا اختیار ہے تو کفر ہے چنانچہ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر مطبوعہ مصر ۱۵۲۱ میں محیط سے ناقل ہیں :

مسئل الامام الفضل عین	امام فضلی سے اس شخص کا حکم دیا
يقول الظاء المعجمة مكان	کیا گیا جو ص کی جگہ ظ یا د کی جگہ
الضاد المعجمة او قيراً اصحاب	ض پڑھا ہے فرمایا اس کی
الجنة مكان اصحاب النساء	امامت جائز نہیں اور اگر
او على العكس فقال لا تجوز	قصد پڑھا تو کافر
امامته ولو تعدد يكفر	ہو جائے گا۔

اور اگر ناواقفی سے ہو بالقصد نہ ہو یا بر بنائے لغزش ہو تو جہاں معنی متغیر ہو جائیں گے نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں چنانچہ سی علی قاری فتاویٰ قاضی خاں سے ناقل ہیں :

ان قوا غیر المغضوب	اگر غیر المغضوب کو ظ یا دال سے
بالظاء او بالذال تفسد	پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی اور لا الضا
صلاته ولا الضالین بالظاء	کو ظ یا دال سے پڑھا تو نماز فاسد
المعجمة والذال المهملة	نہ ہوئی اور اگر ذال سے پڑھا تو
لا تفسد ولو بالذال المعجمة تفسد	نماز فاسد ہو گئی۔

لہذا نماز تو غیر المغضوب ہی پر اگر اس کو ظ یا دال سے پڑھا فاسد ہو جائے گی ولا الضالین تو نماز کے باہر پڑھے گا۔ ہذا مخلص رسالت اللہ صنف فی تحقیق الصاد فمن ادا التحقیق فلیرجع الیہا فیجد فیہا ابحاثا نفیسة۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتب ہذا فی ۱۵ جلدی الاخری ۱۵۲۱

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ میں زید کہتا ہے کہ نماز میں ولا الضالین وغیرہ موقعوں پر ضاد پڑھے اور غلام شپڑھے تو نماز باطل ہو جائے گی اور پڑھنے والا گمراہ ہے لہذا زید روئے شرع شریف یہ بتایا جائے کہ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور زید کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

زید کا قول غلط اور باطل ہے اور اپنی لاعلمی سے اس نے مسئلہ بالکل الٹ دیا ہے شرعی مسئلہ تو یہ ہے کہ جس نے قصد او عہداً ض کو ظ سے بدل دیا تو صحیح مذہب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو گئی چنانچہ ملا علی قاری بحر سے ناقل ہیں : لو ابدل ضادا بظاء عامداً بطلت صلاتہ علی الاصح لفساد المعنی (منح فکرہ مصری ۳۳) بلکہ اس کو عہداً بدلنے والا نہ فقط خاطی بلکہ کافر ہے۔ محیط میں ہے : مسئل الامام الفضل عین يقول الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة او على العكس : فقال لا تجوز امامته ولو تعدد يكفر۔ (شرح فقہ اکبر مصری ۱۵۲۱)



ان عبارات سے زید کے قول کا غلط بطل ہونا ظاہر ہو گیا نیز زید کا بعض تصریحات فقہ و منکر حکم شرع ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مسئلہ : مسئلہ قاری محمد حسن عثمانی قادری سنبھلی غفرلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حرف ضاد و جمعیہ مشابہ بالذال ہے یا بالظالم اور جس وقت اس کو اس کے خرج سے مع جمع صفات ادا کیا جائے تو اس کی صوت کسی حرف سے مشابہ ہوگی یا نہیں اگر ہوگی تو کس حرف کے ساتھ نیز جو شخص اس کو صحیح ادا کر سکتا ہے تو اس کو عوام کے کہنے پر کسی اور حرف کے ساتھ بدل کر پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ (دواد، ذواد، زواد، ظاد وغیرہ) دریں صورت عملاً غلط پڑھنے والا غلطی و محرف کہلاتے گایا نہیں۔ نیز اس کی اقتدارت ہے یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ضاد و ظا میں فرق کرنا نہایت دشوار ہے؛

ہما متشابہان فی الصوت والسمع۔ : امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : فرق درمیان ضاد و ظا بجا آورد و اگر نتواند روا باشد۔ تفسیر غریبی میں ہے : فرق درمیان ضاد و ظا بسیار مشکل است خوانندگان این دیار ہر دو را یکساں بجا آرد نہ در مقام ضاد ضاد می شود و نہ در مقام ظا ظا۔ قاضی خاں میں ہے : ولو قلّ الظالمین بالظاء لو بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قلّ الذالمین تفسد۔ سوال کی ہر صورت کو مد نظر رکھتے ہوئے مع دلائل کتب فقہ و تجوید جو جواب مفصل تحریر فرمایا جاوے

### المجواد

الحمد لله وكفى۔ والصلاة والسلام على من اصطفى۔ وعلى

المن واصحابه وعلى كل من اجتنبی۔ اما بعد۔ من ظاد۔ ان میں سے ہر

ایک کا مخرج علیحدہ و جدا گانہ ہے تو ان میں پہلا فرق و امتیاز من حیث

المخرج ہو جو ہر ایک کے امتیاز صوت طبعی کو مستلزم ہے۔ دوسرا فرق

من حیث الصفات ہے تو ص و ز و د میں تو پانچ صفات کا فرق ہے یعنی

من رنوة، مستعلیہ، مطبقہ، مستطیلہ غیر تعلقہ ہے۔ اور ذان کی تعداد

شدیدہ، مستقلہ، منفصلہ، قصیرہ، تعلقہ ہے۔ اور ض و ظ میں چار صفات

میں شرکت ہے۔ وہ رنوة، مستعلیہ، مطبقہ، مصغرہ ہیں اور ایک صفت

استطالت کی بنا پر ض ظا سے ممتاز و جدا ہے تو ض کو ان ہر دو وظ و د سے

من حیث المخرج اور من حیث الصفات ہر طرح کا امتیاز اور فرق حاصل

ہوا۔ لہذا اب ان حروف میں تباین ذاتی بھی ہوا اور تغایر صفاتی بھی ہوا

اور جب ان میں تباین ذاتی و صفاتی دونوں ہیں تو یہ ان کے درمیان

افتراق فی الصوت کو یقیناً مستلزم ہے کہ مشابہت فی الصوت یا تو اتحاد

مخرج کی بنا پر ہوتا ہے جیسے ط، ت میں۔ یا تقارب فی المخرج کی بنا پر۔

جیسے ظ، ث میں یا مشارکت فی الصفات کی بنا پر جیسے س، ش میں۔ اور

ض، ظ، ذ میں نہ تو اتحاد مخرج ہی ہے نہ تقارب مخرج نہ مشارکت فی

الصفات تو ان میں مشابہت تامہ فی الصوت کہاں سے آئے گی۔ لہذا

ان کے درمیان مشابہت تامہ کے تو اسباب ہی نہیں پائے گئے۔ اب رہی



مشابہت ناقصہ تو وہ اگر من کو ظ سے مشارکت فی بعض الصفات ہونے کی بنا پر ہے تو من کو ظ سے باعتبار مخرج کے ظ سے زیادہ قرب اور مشابہت فی بعض الصفات کی بنا پر بھی ہے کہ من اور ذبحہورہ مصمت ہونے میں شریک ہیں تو جس من کو ظ سے مشابہت ناقصہ ہے اسی طرح من کو ذ سے بھی مشابہت ناقصہ ہے اسی بنا پر قاضی خاں کی یہ عبارت ہے:

لو قرأ یلبسون ثیاباخذوا بالذال او بالذال تفسد صلاتہ (قاضی خاں جلد اول مطبوعہ مصطفائی ۱۹۹۰ء) اسی فتاویٰ قاضی خاں میں ہے: لو قرأ غیر المغلوب بالنطاء او بالذال تفسد صلاتہ ولو قرأ الظالمین بالنطاء او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدالین بالذال تفسد صلاتہ ولو قرأ ونخل طلعهماضم قرأ بالنطاء او بالذال تفسد صلاتہ (فتاویٰ قاضی خاں جلد اول مطبوعہ مصطفائی ۱۹۹۰ء) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ من کہیں ظ یا ذ سے تبدیل کا باعث وہی ان کی من سے مشابہت ناقصہ ہی تو ہے تو من کے لئے جیسی مشابہت ناقصہ ظ سے ہے ایسی ہی اس کو مشابہت ناقصہ ذ سے بھی ہے اور جب من کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات و شرائط کے ادا کیا جائے گا تو اس کی صوت طبعی ان ہر دو ظ اور ذ کی آوازوں سے ممتاز اور جدا ہوگی ظ یا ذ کی مشابہت ناقصہ سے من کی اصل آواز منٹ نہیں جائے گی۔ اور من عین ظ یا عین ذ نہیں بن جائے گا۔ اور من کا ان دونوں سے تباہن ذاتی اور تغایر فی بعض الصفات فنا ہو کر اتحاد

ذات ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مشتبہ الصوت حروف کی ادائیگی میں جس طرح ہر سامع ان کے درمیان بین فرق و امتیاز کر لیتا ہے اسی طرح من کو ظ و ذ میں ممتاز فرق کا ہونا ضروری ہے جو شخص من کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہو اس کو صحیح ادا کرنا ضروری ہے عوام کی وجہ سے کسی حرف کا بدلنا ہرگز جائز نہیں۔ اور ایسا کرے گا یقیناً محرف اور مفیر کہلائے گا۔ شرح جزری میں ہے: فلو بدل صاد انطاء عامدا بطلت صلاتہ علی الاصح (منح فکریہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر ۱۹۱۳ء) اور جب اس کی نماز ہی باطل ہے تو اس کی اقتدا کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ من اور ظ میں فرق کو نا نہایت دشوار ہے تو کیا دشوار ہونے کی بنا پر ان کے ذاتی فرق کو میٹ دیا جائے گا ہرگز نہیں۔ بلکہ علامہ جزری اسی تمیز کو یکجا حکم دیتے ہیں جزریہ میں ہے: والصاد باستطالة ومخرج۔ میزمن انطاء وکلهاتجی۔ شرح جزری ہندی میں اس شعر کا ترجمہ و شرح اس طرح کرتے ہیں: اور صاد بمعجمہ کو ساتھ صفت استطالت کے اور ساتھ مخرج۔ یعنی صاد استطالت کی صفت میں اور مخرج میں اکیلا ہے اس صفت اور اس مخرج کا کوئی حرف نہیں سوا اس صاد کو ہمیشہ تمیز یعنی فرق کر اور جدا کرنا بمعجمہ سے تاکہ مشابہ ظا کے نہ ہو جائے (شرح جزری ہندی مطبع مجیدی کانپور ۱۹۰۸ء) اسی بنا پر علامہ ملا علی قاری نے اسکی شرح میں فرمایا: لما کان تمييزه عن النطاء مشکلا بالنسبة الى غيره امور النظم بتمييزه عنه لفظاً۔ (منح فکریہ شرح جزریہ مطبوعہ مصر ۱۹۱۳ء)



ان عبارات سے ثابت ہو گیا کہ ان کے فرق کا دشوار ہونا ہی ان کے درمیان فرق اور تمیز کا سبب بنا اور اس کے لئے خصوصیت سے حکم دیا گیا اور حق کو ظ کی شاہت موتی سے بچایا گیا عبارت ہما متشابہان فی الصوت والسمع۔ نہ اس کا کوئی حوالہ دیا نہ قائل کا نام بتایا تو اس پر کیا توجہ کی جائے مع ہذا اس شاہت سے مراد شاہت ناقصہ ہے نہ کہ شاہت تامہ۔ اور قول امام غزالی کا یہ مطلب ہے کہ ان کے درمیان فرق کرنے میں امکانی سعی کی جائے اگر کسی مجبوری یا لغزش لسانی سے فرق نہ ہو سکا تو اس کی صحت نماز کا حکم دیدیا جائے۔ عبارت تفسیر عزیزی کا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب لوگوں کی غلطی بیان فرما رہے ہیں کہ انہوں نے مناد اور ظار کو یکساں کر لیا ہے اور ان کے ذاتی فرق اور طبعی امتیاز صوت کو میٹ دیا ہے۔ نہ یہ کہ شاہ صاحب ان ہر دو کو یکساں پڑھنے کا حکم دے رہے ہیں اور ان کے شرعی ذاتی فرق اور طبعی امتیاز صوت کو بلایا میٹ کر رہے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کی طرف ایسے خلاف شرع حکم کی کیسے نسبت کی جاسکتی ہے۔ عبارت قاضی خاں کا جواب یہ ہے کہ ضالین کو ظ یا ذال سے بدل کر پڑھنے میں تغیر معنی نہیں ہوا اس لئے نماز فاسد نہیں۔ اور ضالین کو دے سے پڑھنے میں تغیر معنی لازم آتا ہے اس بنا پر نماز فاسد ہو گئی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حق کو ظ یا ذ تو پڑھ سکتے ہیں اور ذ نہیں پڑھ سکتے ورنہ اس سے پہلا مسئلہ غلط ہو جائے گا کہ اس میں غیر المنضوب میں حق کو ظ یا ذ ہر ایک سے بدلنے پر فساد نماز کا حکم دیا ہے۔

بات وہی ہے کہ چوں کہ اس میں ہر ایک کے بدلنے میں تغیر معنی ہوتا ہے تو فساد نماز کا حکم دیا گیا اور ظ اور ذ کا ایک ہی حکم ہو گیا بحمدہ تعالیٰ اس سوال کا مکمل جواب دیدیا گیا مولیٰ تعالیٰ قبول حق کی توفیق دے۔  
واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۵ رذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

مسئلہ : میونپل بورڈ پنھنل ضلع مراد آباد یوپی مرسلہ ممتاز علی محافظہ دہلی میونسپلٹی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غیر المنضوب کے بجائے غیر المغضوب پڑھنا کیسا ہے اور اس طرح پڑھنے والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا تو جو روا۔

#### الجواب

غیر المنضوب میں مناد کی جگہ ظا پڑھنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے چنانچہ (کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۷۴) میں ہے : اما اذ قلنا امکان الذال المعجزة طاء معجزة اوقس الظاء المعجزة مکان الضاد المعجزة اوعلى القلب مثال الاول اما لوقس اقلظ الاعین مکان تلذ ومباظر امکان ذرا ومثال الشافی المغضوب مکان المغضوب ومثال الثالث ظلعف الحیلوة مکان ضعف الحیلوة ففسد صلاته وعليه ای علی القول بالفساد اکثر الاثمة۔ خلاصہ مطلب ان عبارات کا ہمارے مسئلہ کے متعلق یہ ہے کہ



کی جگہ ضد زبان کی کروٹیں دائروں پر لگا کر پڑھا رہی صفحہ دوسری  
جگہ : لا تجوز الصلاة بدون التَّجْوِيد - تو نماز جائز نہیں بسبب  
خلاف تجوید کے۔ تفسیر حقانی جلد آٹھ منہ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں :  
ف : صاحب کشف کہتے ہیں : واتقان الفصل بین الظاء والصاد  
واجب ، کہ ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ حق اور  
ظ میں اکثر عجم فرق نہیں کرتے حالانکہ ان کے مخرج جدا ہیں۔ ظ کا گناہ  
زبان اور اگلے دانتوں کی جڑ سے نکلتی ہے اور ضا دایں یا بایں دائرہ  
سے اور زبان کی جڑ سے۔ ایک جگہ دوسرا پڑھنا ایسا ہے کہ جیسا دال کی  
جگہ جیم اور ت کی جگہ شین۔ اس میں مولانا عبدالحی صاحب نے  
صاف تبدیل حروف لکھا ہے۔

### الجواز

زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ جب بالائی دائروں سے متصل  
ہو تو یہ مخرج ضا د ہے اور حق کے ادا کرتے وقت زبان کی کروٹ  
کا تالو کی طرف اٹھنا۔ اور مخرج یرقوی اعتماد کرنا۔ اور مخرج لام تک  
استطالت کرنا ضروری ہے نیز اس کے ادا کے وقت یہ بھی ضروری  
ہے کہ زبان اگلے دانتوں پر ہرگز نہ لگے اور نوک زبان سے کام نہ لیا  
جائے اور شان شدت پیدا نہ ہو جائے۔ اور اس کے الطباق میں کوئی  
کی اور قصور نہ ہونے پاتے اور زبان کی نوک جب شنایا علیا کے کنارے  
سے متصل ہو جائے تو مخرج ظا ہے۔ اس کے ادا کرتے وقت صرف

نوک زبان سے کام لینا اور نوک زبان کا شنایا علیا کے کنارے پر لگنا۔  
اور اس کا زبان کی کروٹ اور تالو سے بے تعلق ہونا اور استطالت سے  
دور رکھنا ضروری ہے تو یہ بطریق تجوید ظا کے صحیح پڑھنے کا طریقہ ہے۔ پھر  
قرآن میں بالحد تبدیل حرف کر دینے۔ اور بالقصد ضا د کو ظا پڑھنے سے  
نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

رد المحتار جلد اول مطبوعہ مصر ۱۳۳۳ میں ہے :

ان تعمد ذلك تفسد یعنی اگر بالقصد تبدیل حرف کی  
تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۳۳ میں ہے :

قرأ الظاء المعجمة مكان یعنی اگر ضا د کی جگہ ظا پڑھی یا  
الضاد المعجمة او علی ظا کی جگہ ضا پڑھا جیسے مضروب  
القلب مثال المغضوب کی جگہ مغضوب پڑھا اور ضعف  
مكان المغضوب و ضعف الحيوة کی جگہ ضعف الحيوة پڑھا  
تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی  
فتفسد صلوة و علی اور اکثر ائمہ اسی حکم میں فساد  
القول بالفساد اکثر الائمة کے قائل ہیں۔

اسی کبیری مطبع فخر المطابع لکھنؤ ۱۳۳۳ میں ہے :

وليس في القرآن غير المغضوب یعنی قرآن میں غیر المغضوب  
الضاد والمضاد ظا اور ذال سے نہیں اس سے



المعجمین تلفسد اذ  
لیس الہما معنی -  
نماز فاسد ہو جائے گی کہ ان  
کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں -  
فتاویٰ قاضی خاں مطبع مصطفائی جلد اول ۱۹۹۹ء میں ہے :  
و لوقس أوالعادیات ظبعا  
بالبذاء تلفسد صلاتہ و  
کذا البوقس أوالعادیات ظبعا  
بالبذاء أوالبدال تلفسد  
صلاتہ و لیسوف یعطیک  
ربک فتوصلی قرأ فتوصلی  
بالبذاء تلفسد صلاتہ -  
یعنی اگر العادیات ظبعا سے  
پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوگی  
اور اسی طرح اگر غیر المغلوب  
کو ظایا ذال سے پڑھا تو اس کی  
نماز فاسد ہو جائے گی اور سوف  
یعطیک ربک فترمی میں فترمی ظا  
سے پڑھا تو اس کی نماز فاسد ہوگی -

پھر جس نے بالقصد تبدیل حرف کی اور عمدًا عناد کو ظا سے بدلا تو وہ  
کافر ہو جائے گا - چنانچہ محیط کی عبارت سوال میں شرح فقہ اکبر سے منقول  
ہے - نیز فتاویٰ عالمگیری مطبع جمہوری کانپور جلد ثانی ۲۸۸ میں ہے :

سئل عن یقراء الزاء  
مقام الضاد وقرأ أصحاب  
الجنة مقام اصحاب النار  
قال لا تجوز امامتہ ولو  
تعبد یکفر -  
یعنی امام فضلی سے سوال کیا گیا کہ  
جس نے زاء کو ضاد کی جگہ پڑھا  
یا اصحاب النار کی اصحاب الجنۃ پڑھا  
تو فرمایا اس کی امامت جائز نہیں  
اور اگر عمدًا ایسا کیا تو وہ کافر  
ہو گیا -

تو ان کثیر عبارات سے یہ ثابت ہو گیا کہ حرف کا قصدًا بدلنا نماز کو  
فاسد کر دیتا ہے اور عمدًا بدلنے والا کافر ہو جاتا ہے تو جس نے عمدًا  
بالقصد ضاد کو ظا سے بدلا - اور اس پر یہ ڈھٹائی کہ منع کرنے پر بھی  
اس نے نہیں مانا - یہاں تک کہ اس بدلے ہوئے کو بھی صحیح جانا تو بلا  
شک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ اس کی نماز تو غیر المغلوب ہی  
پر فاسد ہو جائے گی - اب وہ ولا الظالین تو نماز سے باہر ہو کر پڑھ گیا  
پھر جب وہ اس قدر دلیر ہے کہ منع کرنے پر بھی باز نہیں آتا اور غلط  
کو صحیح جانتا ہے تو وہ کافر بھی ہو گیا - اس پر توبہ واستغفار واجب ہے  
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب -

۱۳ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ

مسئلہ : از حملہ گنج مراد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ  
میں کہ حرف ضاد مجہ مشابہ دال ہے یا ظ کے اور جس وقت  
اس کے مخرج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس  
کی آواز کسی حرف کے مشابہ ہوگی یا نہیں اگر کسی سے مشابہ  
ہو تو کس حرف سے مشابہ ہوگی اور جو شخص اس کو صحیح صحیح  
ادا کر سکتا ہے تو اس کو نوام جہاں کے کہنے سے غلط کسی  
حروف سے بدل کر پڑھنا درست ہے یا نہیں - دریں صورت



عَمْدًا غَلَطٌ يَرْهَنُ وَالْأَخَاطِي فِي الدِّينِ أَوْ مَحْرُفٌ فِي الْقُرْآنِ  
کہلانے لگایا نہیں۔ نیز ایسے شخص کی اقتدا کرنا درست ہے  
یا نہیں۔ سوال کی ہر صورت کو مفصل کتب فقہ و تجوید سے  
تحریر فرمایا جاوے۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب

نَحْمَدُكَ وَنُسْتَعِينُكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُصَلِّيْ وَنُصَلِّمُ  
عَلَى حَبِيبِكَ وَافْضَلِ سُلَّةِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ  
اجْمَعِينَ۔ اس زمانہ میں ایک شرذمہ قلیلہ اور فرقہ متفرقہ ہے  
کرفساد کی راہیں چلتا اور مسلمانوں میں فرقہ اندازی کی بنیادی  
ڈالتا رہتا ہے۔ دن رات ایسے ہی تراش خراش اس کا پیشہ  
و شیوہ ہے۔ یہ فرقہ و بابیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے اور اس کو  
نئی بات نکالنے میں مزہ آتا ہے۔ یہ فرقہ حق کو ظاہر کرتا ہے اور  
اسی پر اصرار کرتا ہے باوجودیکہ ایسے شخص کی امامت ناجائز اور  
قصداً حق کو ظاہر نہ کر رہے۔ محیط برہانی میں ہے :

سئل الإمام الفضل  
عمن يقا الظاء المعجزة  
مكان الصناد المعجزة او  
على العكس فقال لا تجوز امامته  
ولو تعمد يكفر وشرح جزمی

یعنی امام فضل رحمۃ اللہ علیہ سے  
اس شخص کا حکم دریافت کیا گیا  
جو حق کی جگہ ظیاف کی جگہ حق پرست  
ہے فرمایا اس کی امامت جائز نہیں  
اور اگر قصداً کافر ہو جائیگا۔

منح الروض الانہر میں ہے :

کون تعمد کفراً  
اس کے اس قصد کا کفر ہونا  
محل کلام نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں حق کے عَمْدًا کر پڑھنے کو کفر لکھا ہے :

سئل عن يقا الزاء  
مقام الصادوق و اصحاب  
الجنة مقام اصحاب  
النار قال لا تجوز امامته  
ولو تعمد يكفر  
یعنی اس شخص کا حکم پوچھا گیا جو  
حق کی جگہ کر پڑے اور اصحاب  
الجنة کی جگہ اصحاب النار فرمایا  
انہ ان کا امامت جائز نہیں اور  
اگر قصداً کافر ہو جائے گا۔

(عالمگیری ج ۲ صفحہ ۲۸۵ مطبوعہ بیروت)

لہذا وہ فرقہ جو حق کو قصداً ظاہر کرتا ہے ان عبارات میں اپنا  
حکم تلاش کر لے اور خدا سے ڈرے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے  
کہ حق کا مخرج احد الحافیتین کا اتصال ایک جانب کے اضراس سے  
ہے۔ اور ظاہر کا ثناء علیاً۔ چنانچہ جزیریہ مطبوعہ مصر میں ہے :

والصادق من حافظه اذوليا  
(منح فکرہ شرح جزیریہ ص ۱۸۱)

نیز اسی جزیریہ میں ہے :

والظاء والذال وثالعلیا  
تو معلوم ہوا کہ ظا کا مخرج جدا ہے اور ظ کا جدا۔ پھر حق مستطیلہ



ہے اور ظ مستطیلہ نہیں باوجود اس کے فرق نکرنا جہل ہے۔  
جزیر میں ہے :

والضاد باستطالة وخرج میؤمن الطاء وکلها تہجی

شرح جزری ہندی میں اس شعر کی شرح یوں کرتے ہیں : اور

ضاد معجمہ کو ساتھ صفت استطالت کے اور ساتھ مخرج یعنی صفت

استطالت کی صفت میں اور مخرج میں اکیلا ہے اس صفت اور اس

مخرج کا کوئی حرف نہیں سوک ضاد کو ہمیشہ تمیز یعنی فرق کر اور جدا کر ظا معجمہ

سے تاکہ مشابہ ظا کے نہ ہو جاوے (شرح جزری ہندی مطبع

مجیدی ۱۳۱۰ء) بالجملة اشتباہ صوت کی بحث اس کو مفید نہیں یہ اس کا

ایک جملہ ہے جس سے عوام جہال کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ سامعہ کا

ادراک اور چیز اور حرف کا کسی انداز پر ادا ہونا اور بات۔

حائے حلی ہائے ہوز سے مشتبہ الصوت ہے مگر عوام کا سامعہ اس میں

فرق ظاہر پاتا ہے تو اشتباہ صوت کا جملہ کر کے الحمد للہ کی جگہ الحمد للہ

پڑھنا تحریف قرآن ہے ایسے ہی غیر المغضوب کو غیر المغضوب پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

المختصر بذیل سید کل نبی و مرسل

۴۸

العبد محمد اجل غفرلہ اللہ عزوجل

مفتی مدرسہ السنۃ اجمل العلوم فی بلدہ سنبل



# مرکزی مدرستہ اہل علم و سنیہ

۱۳۴۳ھ میں قائم ہوا جس سے اب تک کثیر علماء، حفاظ، مبلغ، مفتی، مناظر، خطیب، قرار اور امام پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اس ادارہ کی دینی و علمی خدمات قابلِ فخر و کوشش نہیں، بالخصوص اس دور میں ایسے مدارس دینیہ کے حفظ و بقا کی بڑی ضرورت ہے جن کا انحصار محض اہل خیر حضرات کی امداد و اعانت پر ہے۔

لہذا اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، چرم قربانی نیز ہر قسم کی اعانت سے اس دارالعلوم کو تقویت پہنچا کر ثوابِ عظیم کے مستحق ہوں اور اپنے حلقہ اثر میں بھی اہل خیر حضرات کو امداد کی ترغیب دے کر اجرِ جہیل کے حقدار ہوں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء

دعا

محمد اخصاص الودن اجملی

ناظم اعلیٰ و متولی مرکزی مدرستہ اہل علم و سنیہ ضلع مراد آباد

یو۔ پی۔ اے۔ (اسٹڈیا)